تار کا پتہ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ رجسٹرڈ ایل

الفضل قادیان بٹالہ **THE ALFAZL QADIAN** قیمت فی پرچہ ۲؍

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

ایڈیٹر۔ غلام نبی + اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۳۸	مورخہ ۱۳ر نومبر ۱۹۲۳ء	مطابق ۴ر ربیع الآخر ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت نزلہ کی وجہ سے ناساز ہے۔ تاہم حضور نے خطبہ جمعہ خود پڑھا۔ اور سالانہ جلسہ کے متعلق ہدایات فرمائیں۔

جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کے گورداسپور میں تشریف لانے پر جماعت احمدیہ کے نمائندگان نے ۸ر نومبر کو ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں گورنر صاحب بہادر نے بھی مختصر سی تقریر فرمائی اور ممبران وفد سے فرداً فرداً گفتگو بھی کی۔ یہ ایڈریس اور اس کا جواب آئندہ شائع کیا جائے گا۔

بلادِ غربیہ میں تبلیغ

از مولوی عبدالرحیم صاحب نیر۔ مبلغ اسلام لنڈن (۱۱ر اکتوبر ۱۹۲۳ء)

ٹیبل ٹاک مغربی ملکوں میں کھانے کے وقت عموماً مختلف امور پر سلسلہ گفتگو شروع ہو جاتا ہے۔ اور عدیم الفرصت لوگ بھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر کھانے اور بولنے کے ڈبل کام کو سرانجام دیا کرتے ہیں۔ اس گفتگو کا نام میز پر کی باتیں یا Table Talk ہے۔ خدا کے قائم کردہ سلسلہ احمدیہ کے مرکز لنڈن میں عموماً مختلف اقوام و مختلف الخیالات لوگوں کو بعض اوقات مائدہ احمدیہ کی دعوت پر بلا لیا جاتا ہے۔ اور طعام و کلام کے لطف سے بیماروں کو چنگا اور چنگوں کو مضبوط کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

گذشتہ اتوار کو سلسلہ کلام کا رخ لنڈن میں تبلیغ کی طرف ہو گیا۔ اور حسب ذیل خلاصہ کلام اپنے احباب کی اطلاع کے لئے شائع کرتا ہوں۔

نیر۔ آج پارک میں اچھا مجمع ہو گیا۔ اور کئی ایک لوگوں نے تقریر سے اتفاق و اسلام سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور مسجد کا پتہ لیا چند ہفتوں سے کوئی نتیجہ نظر نہ آتا دیکھ کر مجھے رنج محسوس ہو رہا تھا۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض سعید روحیں گہری دلچسپی لیتی ہیں۔ اور بعض تو تمام مذہبی مقررین کو چھوڑ کر گھنٹوں میرے ہی پاس کھڑے رہتے ہیں۔

فاطمہ۔ ہاں! مولوی! بہت لوگ ہیں۔ اندر ہی اندر مسلمان ہیں۔ اور ایک اتوار کو جب آپ تقریر کرتے اور بعض لوگ درشتی سے سوالات

تار کا پتہ الفضل قادیان۔ بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ ۲

اخبار الفضل

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر۔ غلام نبی ✦ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

نمبر ۳۸	مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۲۳ء	مطابق ۴ ربیع الآخر ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت نزلہ کی وجہ سے ناساز ہے۔ تاہم حضور نے خطبہ جمعہ خود پڑھا۔ اور سالانہ جلسہ کے متعلق ہدایات فرمائیں۔

جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کے گورداسپور میں تشریف لانے پر جماعت احمدیہ کے نمائندگان نے ۸ نومبر کو ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں گورنر صاحب بہادر نے بھی مختصر سی تقریر فرمائی اور ممبران وفد سے فرداً فرداً گفتگو بھی کی۔ یہ ایڈریس اور اس کا جواب آئندہ شائع کیا جائے گا۔

بلادِ مغرب میں تبلیغ

(از مولوی عبدالرحیم صاحب نیر۔ مبلغ اسلام لنڈن ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

ٹیبل ٹاک

مغربی ملکوں میں کھانے کے وقت عموماً مختلف امور پر سلسلہ گفتگو شروع ہو جاتا ہے۔ اور عدیم الفرصت لوگ بھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر کھانے اور بولنے کے ڈبل کام کو سر انجام دیا کرتے ہیں۔ اس گفتگو کا نام میز کی باتیں یا Table Talk ہے۔ خدا کے قائم کردہ سلسلہ احمدیہ کے مرکز لنڈن میں عموماً مختلف اقوام و مختلف الخیالات لوگوں کو بعض اوقات مائدہ احمدیہ کی دعوت پر بلا لیا جاتا ہے۔ اور طعام و کلام کے لطف سے بیماروں کو چنگا اور چنگوں کو مضبوط کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

گذشتہ اتوار کو سلسلہ سہ پہر کا رخ لنڈن میں تبلیغ کی طرف ہو گیا۔ اور حسب ذیل خلاصہ کلام اپنے احباب کی اطلاع کے لئے شائع کرتا ہوں۔

نیر۔ آج پارک میں اچھا مجمع ہو گیا۔ اور کئی ایک لوگوں نے تقریر سے اتفاق و اسلام سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور مسجد کا پتہ لیا چند ہفتوں سے کوئی نتیجہ نظر نہ آتا دیکھ کر مجھے رنج محسوس ہو رہا تھا۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض سعید روحیں گہری دلچسپی لیتی ہیں۔ اور بعض دوسرے مذہبی مقررین کو چھوڑ کر گھنٹوں میرے پاس کھڑے رہتے ہیں۔

فاطمہ۔ ہاں! مولوی! بہت لوگ ہیں جو اندر ہی اندر مسلمان ہیں۔ اور ایک اتوار کو جب آپ تقریر کرتے اور بعض لوگ درشتی سے سوالات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۲۳ء

جلسہ سالانہ کی تیاری

گو کہنے کو ابھی ڈیڑھ مہینہ باقی ہے۔ لیکن دراصل جلسہ سالانہ آہی پہنچا۔ کیونکہ آنے والوں کی انتظار کا زمانہ درحقیقت آمد ہی کا زمانہ ہوتا ہے۔ یہ مبارک ایام اپنی شان اور اپنی برکات کے باعث خاص اہمیت اور رتبہ رکھتے ہیں کیوں؟ اسلئے کہ موجودہ زمانہ کے مامور و مصلح حضرت مسیح موعود نے ایک نئی جماعت میں احیاء اسلام و روح حیات کے قیام کے لئے ان دنوں میں ایک جلسہ کی تاسیس فرمائی۔ آپ کے عہد مبارک میں متواتر سالانہ جلسے ہوتے رہے اور ارباب مذہب پر توجہ الٰہی ازلی سے پرنور ہو کر ہمیشہ اپنے طالع کو فرخندہ بناتے اور خوشی کے ترانے گاتے رہے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کے عہد کے بعد خلفاء عظام کی بھی سنت جاریہ ہے۔ کہ سالانہ جلسے ہوتے ہیں۔ اور اس طرح بے شمار لوگ اپنے ایمانوں کو تازہ اور عرفان میں اضافہ کرتے ہیں۔

یہ بات کسی کے بتانے کی محتاج نہیں کہ اس جلسہ میں ہوتا کیا ہے۔ اس بحث میں پڑنے کی بھی ضرورت نہیں۔ کہ کتنے پر معارف و حقائق خطبات سے سامعین بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ کہ یہ حقائق ظاہر اور یہ فوائد ثابت شدہ ہیں۔ ہاں اس امر کی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ جلسہ پر آکر آپ اعمال کے لئے کہاں تک تیار ہوتے۔ اور تہذیب اخلاق۔ معاملات ذات البین اور حقوق و فرائض کے کتنے سبق ازبر کر جاتے ہیں۔ آپ لوگوں کو اس موقع پر سکھایا جاتا ہے کہ اللہ کے کیا حقوق ہیں۔ اور اس کے بندوں کے کیا اور ان پر عمل کرنے کا طریق بتایا جاتا ہے۔ پھر یہ بھی بتایا جاتا ہے۔ کہ تمدن کے متعلق آپ کا مقدس مذہب آپ کو کیا سکھاتا ہے۔ اور معاشرت کے متعلق کیا! یہ وہ اسباق ہیں جو اس موقع پر سکھائے جاتے ہیں۔ اور جو ایسے ضروری ہیں۔ کہ ان کے بغیر روحانیت حاصل نہیں ہو سکتی ۔

اس وقت احباب کو جلسہ کے ان فوائد کیطرف توجہ دلانا مقصود نہیں۔ کیونکہ یہ تحصیل حاصل بات ہے۔ اس وقت جس امر کی طرف توجہ دلانے کیلئے یہ سطور لکھی جا رہی ہیں۔ وہ انتظام جلسہ اور ضروریات کی فراہمی کے متعلق امتحانات کا سوال ہے منتظمین تمام انجمنوں کو ضروریات سے مطلع کرینگے ہی۔ لیکن اگر نہ بھی کریں۔ تو کیا آپ لوگ جلسہ کی ضروریات کو نہیں جانتے۔ درآں حالیکہ آپ یا اگر آپ خود نہیں۔ تو آپ کے کئی احباب ہر سال آتے اور ضروریات سے ذاتی طور پر آگاہ ہو کر جاتے ہیں۔ پس ضرورت ہے۔ تو اس کی ہے کہ ان مطلوبہ اشیاء کی فراہمی کی جائے۔ یہ حقیقت ظاہر ہے۔ کہ ہر آنیوالے جلسہ میں اگر آنے والوں کی تعداد سال ماسبق سے بہت زیادہ نہیں ہوتی تو کسی قدر زیادہ ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے ہر سال گذشتہ کی نسبت زیادہ تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور چونکہ جلسہ پر آنے والوں کے اخراجات کا انتظام و انصرام آپ ہی کی امداد سے ہوتا ہے اس لئے اب کے بھی ضرورت ہے۔ کہ احباب جلدی اور بہت جلدی اس طرف متوجہ ہوں ۔

بیشک آپ لوگوں پر چندوں کا بار ہے اور اتنا بڑا بار ہے۔ کہ وہ لوگ جو لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور جن میں بڑے بڑے مالداروں اور دولتمندوں حتے کہ حکمرانوں کی بھی کمی نہیں ان کے دماغ بھی اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ مٹھی بھر جماعت احمدیہ نے کس طرح یہ بار عظیم اٹھا رکھا ہے۔ لیکن یہ بھی صاف بات ہے کہ ضروریات سلسلہ کو پورا کرنا تمہارا ہی فرض اور تمہارا ہی کام ہے۔ اور سالانہ جلسہ ضروریات دینی میں سے ایک نہایت اہم ضرورت ہے۔ جسکو کسی صورت میں بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ پس جب کہ یہ صورت ہے تو پھر کیوں آپ لوگ کسی تحریک کا انتظار کریں۔ اور کیوں کسی مطالبہ کے منتظر رہیں۔ کیوں نہ خود بخود حسب استطاعت ضروریات جلسہ کی فراہمی میں حصہ لیں۔ اور اس طرح منتظمین کے لئے آسانی پیدا کر دیں۔

آپ لوگ ہمیشہ ان اخراجات کو برداشت کرتے ہیں اور اب بھی کرینگے۔ پھر سستی اور کوتاہی کیوں۔ کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ اگر آپ لوگ جلدی ہی اس فرض کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہونگے۔ تو روپیہ کا کام بارہ آنے میں ہونے کی امید ہو سکتی ہے اور اگر سستی سے کام لیں گے۔ تو روپیہ کی بجائے سوا۔ ڈیڑھ اور بعض حالتوں میں عہ تک بھی نوبت پہنچ سکتی ہے۔ اس لئے جتنی اس کام میں تعویق ہوگی۔ اس کا بار آپ ہی لوگوں پر پڑیگا۔ پھر یہ بھی ممکن ہی نہیں۔ بلکہ یقینی ہے۔ کہ دیر کے بعد افرا تفری میں باوجود مصارف کثیرہ برداشت کرنے کے اشیاء کا حسب دلپسند ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ جتنا جلدی ہو سکے۔ سالانہ جلسہ کے اخراجات فراہم کر دئے جائیں ۔

جلسہ سالانہ کی کامیابی کا اندازہ اسکی تیاری اور انتظام سے ہی لگایا جا سکتا ہے اور انتظام کی عمدگی اخراجات پر منحصر ہے۔ اسلئے اسوقت سب سے بڑا سوال جو درپیش ہے۔ وہ اخراجات کا سوال ہے۔ اس کے حل کرنے اور جلدی حل کرنے کی طرف پوری پوری توجہ کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد جلسہ کو کامیاب بنانے والی چیز جلسہ پر آنے والوں کی تعداد ہے۔ اس کے متعلق بھی ابھی سے کوشش شروع کر دینی چاہیئے۔ جو لوگ اپنی سستی کی وجہ سے جلسہ میں شامل ہونے سے محروم رہتے ہوں ان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۲۳ء

جلسہ سالانہ کی تیاری

گو کہنے کو ابھی ڈیڑھ مہینہ باقی ہے۔ لیکن دراصل جلسہ سالانہ آہی پہنچا۔ کیونکہ آنے والوں کی انتظار کا زمانہ درحقیقت آمد ہی کا زمانہ ہوتا ہے یہ مبارک ایام اپنی شان اور اپنی برکات کے باعث خاص اہمیت اور رتبہ رکھتے ہیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ موجودہ زمانہ کے مامور ومصلح حضرت مسیح موعود نے ایک نئی جماعت میں احیا اسلام۔ روح حیات کے قیام کے لئے ان دنوں میں ایک جلسہ کی تاسیس فرمائی۔ آپ کے عہد مبارک میں متواتر سالانہ جلسے ہوتے رہے اور ارباب مذہب پر توجہات ازلی سے پرنور ہو کر ہمیشہ اپنے طالع کو فرخندہ بنا کے اور خوشی کے ترانے گاتے رہے۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کے عہد کے بعد خلفاء عظام کی بھی سنت جاریہ ہے۔ کہ سالانہ جلسے ہوتے ہیں۔ اور اس طرح بے شمار لوگ اپنے ایمانوں کو تازہ اور عرفان میں اضافہ کرتے ہیں۔

یہ بات کسی کے بتلانے کی محتاج نہیں کہ اس جلسہ میں ہوتا کیا ہے۔ اس بحث میں پڑنے کی بھی ضرورت نہیں۔ کہ کتنے پرمعارف وحقایق خطبات سے سامعین بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ کہ یہ حقایق ظاہر اور یہ فوائد ثابت شدہ ہیں۔ ہاں اس امر کی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ جلسہ پر آکر آپ اعمال کے لئے کہاں تک تیار ہوتے۔ اور تہذیب اخلاق۔ معاملات ذات البین اور حقوق وفرائض کے کتنے سبق ازبر کر جاتے ہیں۔ آپ لوگوں کو اس موقع پر سکھایا جاتا ہے کہ اللہ کے کیا حقوق ہیں۔ اور اس کے بندوں کے کیا اور ان پر عمل کرنے کا طریق بتایا جاتا ہے۔ پھر یہ بھی بتایا جاتا ہے۔ کہ تمدن کے متعلق آپ کا مقدس مذہب آپ کو کیا سکھاتا ہے۔ اور معاشرت کے متعلق کیا! یہ وہ اسباق ہیں جو اس موقع پر سکھائے جاتے ہیں۔ اور جو ایسے ضروری ہیں۔ کہ ان کے بغیر روحانیت حاصل نہیں ہو سکتی۔

اس وقت احباب کو جلسہ کے ان فوائد کیطرف توجہ دلانا مقصود نہیں۔ کیونکہ یہ تحصیل حاصل بات ہے۔ اس وقت جس امر کی طرف توجہ دلانے کیلئے یہ سطور لکھی جا رہی ہیں۔ وہ انتظام جلسہ اور ضروریات کی فراہمی کے متعلق اخراجات کا سوال ہے منتظمین تمام انجمنوں کو ضروریات سے مطلع کر چکے ہیں۔ لیکن اگر نہ بھی کریں۔ تو کیا آپ لوگ جلسہ کی ضروریات کو نہیں جانتے۔ درآں حالیکہ آپ یا اگر آپ خود نہیں۔ تو آپ کے کئی احباب ہر سال آتے اور ضروریات سے ذاتی طور پر آگاہ ہو کر جاتے ہیں۔ پس ضرورت ہے۔ تو اس کی کہ ان مطلوبہ اشیاء کی فراہمی کی جائے۔ یہ حقیقت ظاہر ہے۔ کہ ہر آنیوالے جلسہ میں اگر آنے والوں کی تعداد سال ماسبق سے بہت زیادہ نہیں ہوتی تو کسی قدر زیادہ ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے ہر سال گذشتہ کی نسبت زیادہ تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور چونکہ جلسہ پر آنے والوں کے اخراجات کا انتظام وانصرام آپ ہی کی امداد سے ہوتا ہے اس لئے اب کے بھی ضرورت ہے۔ کہ احباب جلدی اور بہت جلدی اس طرف متوجہ ہوں۔

بیشک آپ لوگوں پر چندوں کا بار ہے اور اتنا بڑا بار ہے۔ کہ وہ لوگ جو لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور جن میں بڑے بڑے مالداروں اور دولتمندوں حتےٰ کہ حکمرانوں کی بھی کمی نہیں ان کے دماغ بھی اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ مٹھی بھر جماعت احمدیہ نے کس طرح یہ بار عظیم اٹھا رکھا ہے۔ لیکن اس سلسلہ کو پورا کرنا ہمارا ہی فرض اور انہیں کا کام ہے۔ اور سالانہ جلسہ ضروریات دینی میں۔ ایک نہایت اہم ضرورت ہے۔ جسکو کسی صورت میں بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ پس جب کہ یہ صورت ہے تو پھر کیوں آپ لوگ کسی تحریک کا انتظار کریں۔ اور کیوں کسی مطالبہ کے منتظر رہیں۔ کیوں نہ خودبخود حسب استطاعت ضروریات جلسہ کی فراہمی میں حصہ لیں۔ اور اس طرح منتظمین کے لئے آسانی پیدا کر دیں۔ آپ لوگ ہمیشہ ان اخراجات کو برداشت کرتے ہیں اور اب بھی کرینگے۔ پھر سستی اور کوتاہی کیوں۔ کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ اگر آپ لوگ جلدی اپنے اس فرض کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہونگے۔ تو روپیہ کا کام بارہ آنے میں ہونے کی امید ہو سکتی ہے اور اگر سستی سے کام لیں گے۔ تو روپیہ کی بجائے سوا۔ ڈیڑھ اور بعض حالتوں میں عہ۱۲ تک بھی نوبت پہنچ سکتی ہے۔ اس لئے جتنی اس کام میں تعویق ہوگی۔ اس کا بار آپ ہی لوگوں پر پڑیگا۔ پھر یہ بھی ممکن ہی نہیں۔ بلکہ یقینی ہے۔ کہ دیر کے بعد افتراتفری میں باوجود مصارف کثیرہ برداشت کرنے کے اشیاء کا حسب دلپسند ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ جتنا جلدی ہو سکے۔ سالانہ جلسہ کے اخراجات فراہم کر دئے جائیں۔

جلسہ سالانہ کی کامیابی کا اندازہ اسکی تیاری اور انتظام سے ہی لگایا جا سکتا ہے اور انتظام کی عمدگی اخراجات پر منحصر ہے۔ اسلئے اسوقت سب سے بڑا سوال جو درپیش ہے۔ وہ اخراجات کا سوال ہے۔ اس کے حل کرنے اور جلدی حل کرنے کی طرف پوری پوری توجہ کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد جلسہ کو کامیاب بنانے والی چیز جلسہ پر آنے والوں کی تعداد ہے۔ اس کے متعلق بھی ابھی سے کوشش شروع کر دینی چاہیئے۔ جو لوگ اپنی سستی کی وجہ سے جلسہ میں شامل ہونے سے محروم رہتے ہوں۔ ان

کو تیاری کے لئے تحریک کرتے رہنا چاہیئے۔ بالخصوص جو لوگ تا حال سلسلہ میں داخل نہ ہوئے ہوں مگر تحقیقات کا شوق رکھتے ہوں۔ ان کو آنے کیلئے آمادہ کرنا چاہیئے۔ اور کم از کم ہر ایک احمدی کو ایک ایک غیر احمدی اپنے ساتھ لانا چاہیئے۔ اس سے زیادہ خدا تعالےٰ جس کو توفیق دے وہ زیادہ لائے۔

اگر دیکھا جائے۔ تو ڈیڑھ ماہ میں کسی ایک آدمی کو جلسہ پر لانے کے لئے تیار کر دینا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس لئے اگر کوشش کی جائے۔ تو ضرور کامیابی ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح سینکڑوں آدمی ہدایت اور رشد کی نعمت سے بہرہ ور ہو کر نہ صرف اپنی عاقبت سنوار سکتے ہیں۔ بلکہ جن کے ذریعہ ان کو یہ سعادت حاصل ہو گی۔ ان کی روحانی ترقی کا بھی باعث ہو سکتے ہیں۔ پس اس طرف بھی احباب کو ضرور متوجہ ہونا چاہیئے۔

چونکہ سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ کی اس روح زندگی کو نمایاں کرنے کا ایک خاص موقع ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت میں پیدا کی ہے اور جس سے ساری دنیا محروم ہے۔ اس لئے ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ کہ جلسہ کو کامیاب بنانے کیلئے جو کچھ بھی وہ کر سکتا ہو۔ کرے۔ تاکہ دنیا پر ثابت ہو جائے۔ کہ ایک کمزور اور چھوٹی سی غریب جماعت جو خدا کے لئے اور خدا کی مخلوق کیلئے کھڑی ہوئی ہے۔ اس کا ہر قدم آگے ہی آگے پڑ رہا ہے۔ اور دنیا کی مخالفتیں اور دشمنوں کی دشمنیاں اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔

اسوقت تک خدا کے فضل سے ہر آئندہ سالانہ جلسہ گذشتہ جلسہ کی نسبت اپنی شان و شوکت کے لحاظ سے بڑھکر ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہو گا۔ لیکن مبارک ہونگے وہ جو جلسہ کی شان اور عظمت کے بڑھانے میں حصہ لیں گے۔ اور اپنے اموال اور اپنے اوقات کو اس مبارک کام کے لئے صرف کریں گے۔

وید کی روشنی میں آریوں کی حالت

"الفضل" میں ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس میں مسلمانوں کے غلط خیالات کا ذکر کر کے بتایا گیا تھا۔ کہ انہوں نے اپنی نادانی اور جہالت سے ایسی باتوں کو اپنے عقائد میں داخل کر دیا ہے۔ جو بالکل بے حقیقت ہیں۔ اور ان کا کوئی تعلق اسلام سے نہیں ہے۔

اس مضمون کا حوالہ دیکر اخبار پرکاش لاہور ۲۸ اکتوبر نے بڑے طمطراق سے لکھا تھا۔ کہ

"آریہ پرشو۔ دیکھو ابھی تک کسقدر توہمات اور فضول اعتقادات تمہارے اپنے ہی ملک کے اندر پھیلے ہوئے ہیں۔ کہ جنہیں دور کرنا تمہارا فرض اولین ہے۔ آؤ ان گمراہ بھائیوں تک وید مقدس کی روشنی پہنچاؤ۔ تاکہ وہ بھی دنیا و عاقبت کے متعلق سچا گیان حاصل کر کے انسانی زندگی کے حقیقی مقصد کو حاصل کر سکیں۔"

ہم چونکہ مسلمانوں کے غلط اور فضول اعتقادات کی وجہ ان کا اسلام سے ناواقف اور بے بہرہ ہونا سمجھتے ہیں۔ اور بات بھی یہی ہے کیونکہ اسلام میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی۔ جسکو کوئی معقول انسان غیر معقول کہہ سکے۔ اور جس قدر بیہودہ باتیں اور خیالات مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلئے ان کے غلط خیالات اور اعتقادات کا ذمہ دار اسلام نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اسلام پر ان کی وجہ سے کوئی اعتراض پڑ سکتا ہے۔ لیکن آریہ جو دوسروں کو وید مقدس کی روشنی پہنچانا چاہتے ہیں اور دنیا کو عاقبت اور دنیا کے متعلق سچا گیان دینا چاہتے ہیں۔ انکی اپنی حالت کیا ہے اور وہ خود کیسے توہمات میں مبتلا ہیں۔ اس کا کسی قدر پتہ ۲۵ اکتوبر کے آریہ گزٹ سے لگ سکتا ہے۔ جسمیں "ایک آریہ سماجی" نے لکھا ہے۔ کہ ایک آریہ گھرانے کے نوجوان اور پڑھے لکھے شخص کو ڈیوٹ سدھ جن چڑھ گیا ہے۔ علاج معالجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اور اس سے عجیب عجیب حرکات کرا دیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اخیر میں لکھا ہے۔ کہ

"میں اس واقع کو آریہ جنتا کی نظر میں اس خیال سے نہیں لایا ہوں۔ کہ وہ اسے پڑھ کر اور محض گپ خیال کر کے چھوڑ دیں واقعہ جسطرح درج کیا گیا ہے بالکل ٹھیک ہے اور بیمار یا اسکا خاندان جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں پورانک خیالات کے نہیں ہیں۔"

یہ ان آریوں کی حالت ہے جن تک "وید مقدس" کی روشنی پہنچ چکی ہے۔ اور جن کو "سچا گیان" حاصل ہو چکا ہے۔ جب آریوں کی اپنی یہ حالت ہے تو وہ دوسروں کو کیا دیکھتے ہیں۔ اور ان کے متعلق ہم پرکاش کے الفاظ میں تھوڑا سا تغیر کر کے کہتے ہیں۔ کہ بیسویں صدی کی ایسی تیز روشنی میں اس قسم کی باتیں بیان کرنیکا حوصلہ صرف آریوں کو ہی ہو سکتا ہے۔

شدھی کو کامیاب بنانیکے لئے سرکاری افسروں کا انتظام

ہندو سرکاری افسران آریوں کو انکی کوششوں میں جس قدر امداد دیتے ہیں۔ اسکا کافی سے زیادہ تجربہ علاقہ ارتداد میں ہو چکا ہے۔ لیکن ریاستی حکام جو کچھ کر رہے ہیں وہ تو نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ حال میں اخبار پرتاپ (۲۲ اکتوبر) نے "ریاست جموں میں پچاس گاؤں کی شدھی" کی خبر درج کرتے ہوئے اکھنور میں جو شدھی کی گئی ہے۔ اسکے متعلق لکھا ہے:۔

"ڈپٹی کمشنر صاحب، تحصیلدار صاحب اور تھانیدار صاحب نے اس شدھی کو کامیاب بنانے کیلئے پورا پورا انتظام کیا۔"

اگر یہ افسران ہندو ہیں تب تو معاملہ صاف ہی ہے اور اگر انہیں سے خدانخواستہ کوئی مسلمان بھی ہے تو اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جہاں ہندوؤں کا زور ہو وہاں مسلمان افسر انکی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا کچھ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

بہرحال کچھ ہو۔ سرکاری افسروں کا آریوں کی شدھی کو کامیاب بنانے کا پورا پورا انتظام کرنا اور خود آریوں کی طرف سے اس کا علی الاعلان اعتراف ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس طرح بیچارے غریب اور نادار۔ جاہل اور ناواقف لوگوں کو مرعوب کر کے آریہ شدھی کے پھندے میں پھنسا رہے ہیں۔ اس سے محفوظ رکھنا اس حکومت کا فرض ہے۔ جس کے افسران آریوں کی شدھی کو کامیاب بنانے میں حصہ لیتے ہیں۔ کیا ریاست جموں اس طرف توجہ کرے گی۔

کو تیاری کے [illegible] رہنا چاہیئے۔ جو لوگ تا حال سلسلہ میں داخل نہ ہوئے ہوں مگر تحقیقات کا شوق رکھتے ہوں۔ ان کو آنے کیلئے آمادہ کرنا چاہیئے۔ اور کم از کم ہر ایک احمدی کو ایک ایک غیر احمدی اپنے ساتھ لانا چاہیئے۔ اس سے زیادہ خدا تعالےٰ جس کو توفیق دے وہ زیادہ لائے۔ اگر دیکھا جائے۔ تو ڈیڑھ ماہ میں کسی ایک آدمی کو جلسہ پر لانے کے لئے تیار کر لینا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس لئے اگر کوشش کی جائے۔ تو ضرور کامیابی ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح سینکڑوں آدمی ہدایت اور رشد کی نعمت سے بہرہ ور ہو کر نہ صرف اپنی عاقبت سنوار سکتے ہیں۔ بلکہ جن کے ذریعہ ان کو یہ سعادت حاصل ہو گی۔ ان کی روحانی ترقی کا بھی باعث ہو سکتے ہیں۔ پس اس طرف بھی احباب کو ضرور متوجہ ہونا چاہیئے۔

چونکہ سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ کی اس روح زندگی کو نمایاں کرنے کا ایک خاص موقع ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت میں پیدا کی ہے اور جس سے ساری دنیا محروم ہے۔ اس لئے ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ کہ جلسہ کو کامیاب بنانے کیلئے جو کچھ بھی وہ کر سکتا ہو۔ کرے۔ تا کہ دنیا پر ثابت ہو جائے۔ کہ ایک کمزور اور چھوٹی سی غریب جماعت جو خدا کے لئے اور خدا کی مخلوق کیلئے کھڑی ہوئی ہے۔ اس کا ہر قدم آگے ہی آگے پڑ رہا ہے۔ اور دنیا کی مخالفتیں اور دشمنوں کی دشمنیاں اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔

اسوقت تک خدا کے فضل سے ہر آنیوالا جلسہ گذشتہ جلسہ کی نسبت اپنی شان و شوکت کے لحاظ سے بڑھ کر ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہو گا۔ لیکن مبارک ہونگے وہ جو جلسہ کی شان اور عظمت کے بڑھانے میں حصہ لیں گے۔ اور اپنے اموال اور اپنے اوقات کو اس مبارک کام کے لئے صرف کریں گے۔

وید کی روشنی میں آریوں کی حالت

"الفضل" میں ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس میں مسلمانوں کے غلط خیالات کا ذکر کرکے بتایا گیا تھا۔ کہ انہوں نے اپنی نادانی اور جہالت سے ایسی باتوں کو اپنے عقائد میں داخل کر لیا ہے۔ جو بالکل بے حقیقت ہیں۔ اور ان کا کوئی تعلق اسلام سے نہیں ہے۔

اس مضمون کا حوالہ دیکر اخبار پرکاش لاہور ۱۴ اکتوبر نے بڑے طمطراق سے لکھا تھا۔ کہ

"آریہ پرشو۔ دیکھو ابھی تک کسقدر توہمات اور فضول اعتقادات تمہارے اپنے ہی ملک کے اندر پھیلے ہوئے ہیں۔ کہ جنہیں دور کرنا تمہارا فرض اولین ہے۔ آؤ ان گمراہ بھائیوں تک وید مقدس کی روشنی پہنچاؤ۔ تا کہ وہ بھی دنیا و عاقبت کے متعلق سچا گیان حاصل کرکے انسانی زندگی کے حقیقی مقصد کو حاصل کر سکیں"

ہم چونکہ مسلمانوں کے غلط اور فضول اعتقادات کی وجہ ان کا اسلام سے ناواقف اور بے بہرہ ہونا سمجھتے ہیں۔ اور بات بھی یہی ہے کیونکہ اسلام میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی۔ جسکو کوئی معقول انسان غیر معقول کہہ سکے۔ اور جس قدر بے ہودہ باتیں اور خیالات مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلئے ان کے غلط خیالات اور اعتقادات کا ذمہ دار اسلام نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اسلام پر ان کی وجہ سے کوئی اعتراض پڑ سکتا ہے۔ لیکن آریہ جو دوسروں کو وید مقدس کی روشنی پہنچانا چاہتے ہیں اور دنیا کو عاقبت اور دنیا کے متعلق سچا گیان دینا چاہتے ہیں۔ انکی اپنی حالت کیا ہے اور وہ خود کیسے توہمات میں مبتلا ہیں۔ اس کا کسی قدر پتہ ۲۵ اکتوبر کے آریہ گزٹ سے لگ سکتا ہے۔ جسمیں "ایک آریہ سماجی" نے لکھا ہے۔ کہ ایک آریہ گھرانے کے نوجوان اور پڑھے لکھے شخص کو ڈیوٹ سدھ جن چڑھ گیا ہے۔ علاج معالجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اور اس سے عجیب عجیب حرکات کرا دیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اخیر میں لکھا ہے۔ کہ

"میں اس واقعہ کو آریہ جنتا کی نظر میں اس خیال سے نہیں لایا ہوں۔ کہ وہ اسے پڑھ کر اور محض گپ خیال کرکے چھوڑ دیں۔ واقعہ جسطرح درج کیا گیا ہے بالکل ٹھیک ہے اور میرا دیا ہوا اسکا خاندان جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں پورا انگ خیالات کے نہیں"

یہ ان آریوں کی حالت ہے۔ جن تک "وید مقدس" کی روشنی پہنچ چکی ہے۔ اور جن کو "سچا گیان" حاصل ہو چکا ہے۔ جب آریوں کی اپنی یہ حالت ہے۔ تو وہ دوسروں کو کیا دیکھتے ہیں۔ اور اس کے متعلق ہم "پرکاش" کے الفاظ میں تھوڑا سا تغیر کرکے کہتے ہیں۔ کہ بیسویں صدی کی ایسی تیز روشنی میں اس قسم کی باتیں بیان کرنیکا حوصلہ صرف آریوں کو ہی ہو سکتا ہے۔

شدھی کو کامیاب بنانے کیلئے سرکاری افسروں کا انتظام

ہندو سرکاری افسران آریوں کو انکی کوششوں میں جس قدر امداد دیتے ہیں۔ اس تکلیف کافی سے زیادہ تجربہ علاقہ ارتداد میں ہو چکا ہے۔ لیکن ریاستی حکام جو کچھ کر رہے ہیں وہ تو نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ حال میں اخبار ملاپ (۲۲ر اکتوبر) نے "ریاست جموں میں پچاس گاؤں کی شدھی" کی خبر درج کرتے ہوئے اکھنور میں جو شدھی کی گئی ہے۔ اسکے متعلق لکھا ہے:۔

"ڈپٹی کمشنر صاحب، تحصیلدار صاحب اور تھانیدار صاحب نے اس شدھی کو کامیاب بنانے کیلئے پورا پورا انتظام کیا"

اگر یہ افسران ہندو ہیں تب تو معاملہ صاف ہی ہے اور اگر انمیں سے خدانخواستہ کوئی مسلمان بھی ہے تو اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جہاں ہندوؤں کا زور ہو وہاں مسلمان افسر انکی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا کچھ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

بہرحال کچھ ہو۔ سرکاری افسروں کا آریوں کی شدھی کو کامیاب بنانے کا پورا پورا انتظام کرنا اور خود آریوں کی طرف سے اس کا علی الاعلان اعتراف ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس طرح بیچارے غریب اور نادار۔ جاہل اور ناواقف لوگوں کو مرعوب کرکے آریہ شدھی کے پھندے میں پھنسا رہے ہیں۔ اس سے محفوظ رکھنا اس حکومت کا فرض ہے۔ جس کے افسران آریوں کی شدھی کو کامیاب بنانے میں حصہ لیتے ہیں۔ کیا ریاست جموں اس طرف توجہ کرے گی؟

ہم میدان ارتداد میں کس منزل پر ہیں

مبلغین کی اشد ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

۱۰ نومبر تیسری سہ ماہی کے تیسرے وفد کے علاقہ ارتداد کو روانہ ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے گاؤں سے باہر ایک کھیت میں حسب ذیل تقریر فرمائی

اس دفعہ

ملکانہ میدان

کی طرف آپ لوگ جو جا رہے ہیں۔ چوتھے وفد کے طور پر ہیں۔ تیسرے وفد کے بعض لوگ جنکی مدتیں پوری ہو گئی ہیں۔ یا ہونے والی ہیں۔ آپ لوگ انکے قائم مقام بن کر جا رہے ہیں۔ اور اب گویا

۹ ماہ کے قریب

اس کام کو شروع کیئے ہو گئے ہیں۔ جو علاقہ ملکانہ میں کیا جا رہا ہے۔ پہلا وفد جب گیا تھا اسوقت گو خدا تعالیٰ نے مجھے یہ بات بتا دی تھی۔ اور بارہا میں نے اسکو بیان بھی کر دیا تھا۔ لیکن باقی جماعت میں اس کے متعلق احساس پیدا نہیں ہوا تھا۔ کہ کس عظیم الشان طور پر ہمیں یہ کوشش کرنی پڑے گی۔ اور اس کے لیئے کتنی قربانیوں کی ضرورت ہوگی۔ اسوقت بہت لوگ تھے جو سمجھتے تھے کہ پہلی سہ ماہی میں ہی ہمیں فتح حاصل ہو جائے گی۔ اور بعض تو ایسے جلد باز تھے کہ انھوں نے علاقہ ارتداد میں جانے کے ۲۰ - ۲۵ دن ہی بعد خط لکھنے شروع کر دیئے کہ ہمیں اتنے دن کام کرتے ہو گئے ہیں۔ مگر ابھی تک یہ لوگ ارتداد سے واپس نہیں ہوئے۔ گویا وہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ جاتے ہی ان کو مسلمان کر لیں گے۔ اور اس میں کچھ بھی دیر اور وقت نہ لگے گا۔ حالانکہ جو لوگ اپنا مذہب بدلتے ہیں۔ وہ دو حالتوں کے بغیر نہیں بدلتے۔ اول تو یہ کہ یا تو ان کو یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ

فلاں مذہب سچا ہے

اس لیئے اسکو قبول کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگ بحیثیت قوم اُسوقت تک واپس نہیں لوٹ سکتے جبتک انکے لیئے پورا زور نہ صرف کیا جائے۔ اور ان کے شکوک اور شبہات کو دور نہ کر دیا جائے۔

دوسرے اپنا مذہب کوئی اُسوقت چھوڑتا ہے جب تقویٰ و طہارت۔ عفت اور خوف خدا اُسکے دل سے بالکل مٹ جاتا ہے۔ اور طمع و لالچ۔ حرص و ہوا اس کے دل پر پورا پورا قبضہ کر لیتی ہے۔ اور وہ

انسانیت سے خارج

ہو کر درندہ بن جاتا ہے۔ پس ایسا انسان بھی جسکے سینہ سے ایمان نکل جاتا ہے۔ اور لالچ و حرص کے سامان اسکو اپنی طرف بلا رہے ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف وہ سامان بھی نہ ہوں۔ تو وہ اسوقت تک واپس نہیں آسکتا جب تک یا تو اسکی طرف سے بہتر لالچ اور طمع کے سامان اسکے لیئے نہ مہیا کیئے جائیں۔ اور یا اسکے اندر ایمان نہ پیدا کر دیا جائے۔

بہرحال ملکانے ضرور اپنے پہلے دین کو برا سمجھکر چھوڑتے تھے۔ یا حرص اور لالچ کی وجہ سے چھوڑتے تھے۔ دونو صورتوں میں ان کا

فوراً لوٹنا

ناممکن تھا۔ اسلیئے جن لوگوں نے ان کے فوراً لوٹنے کی امیدیں لگائیں انکی امیدیں چونکہ طبعی تقاضا کے خلاف تھیں انکی پوری نہ ہوئیں۔ پہلا وفد جس وقت گیا۔ اُسوقت مشکلات ہی مشکلات تھیں۔ پھر دوسرا وفد روانہ ہوا۔ اُسوقت بھی مشکلات تھیں۔ گو ان لوگوں سے

کچھ نہ کچھ تعلقات

پیدا ہو گئے تھے اور وہ سمجھنے لگ گئے تھے کہ یہ لوگ ہمیں چھوڑ کر نہیں چلے جائیں گے۔ جسطرح اور مولوی آتے اور چکر لگا کر چلے جاتے تھے۔ اور یہی بات انکو مرتد کر رہی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ جب ہمیں کوئی دین نہیں سکھاتا۔ اور دنیا ہمارے پاس ہے نہیں۔ اور ہندوؤں میں ملتی ہے تو ہم کیوں نہ ہندوؤں میں جا ملیں۔ ہمارے مبلغوں نے بتایا کہ کئی لوگ مرتد ہوئے مگر روتے روتے۔ ان سے پوچھا گیا۔ تو انھوں نے کہا۔ دین تو اسلام ہی سچا ہے مگر ہمکو کسی نے نہیں سکھایا۔ اور دنیا ہمیں ہندوؤں میں ملتی ہے۔ اس سے کیوں روکتے ہو۔ یہ تو لے لینے دو۔ گویا وہ اپنے آپ کو مجبوری میں پاتے تھے۔ اسلیئے کہ دین کا تو ہمارے پاس کچھ ہے ہی نہیں اور جو چیز ملتی ہے اس سے روکا جاتا ہے۔ مگر جب ہمارے آدمی گئے اور انکو معلوم ہوا کہ اور لوگوں کی طرح یہ یونہی بھاگ جانے والے نہیں ہیں بلکہ مستقل رہنے والے ہیں تو انکو خوشبو آنے لگی۔ کہ یہ لوگ ضرور دین سکھا دینگے۔

جب یہ صورت پیدا ہوئی اور امید لگی۔ کہ وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ تو اس وقت

مولویوں کو فکر

پڑی۔ کہ آریہ ان لوگوں کو لے جاتے تو بھی ہمارے ہاتھ سے گئے تھے۔ اب اگر احمدی لے جائیں گے تو بھی ہمارے ہاتھ سے گئے۔ اسلیئے وہ ہماری مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔ وہ دین کی خاطر تو اس علاقہ میں گئے ہی نہیں تھے۔ اگر دین کی خاطر جاتے۔ تو جب ملکانے ہمارے ذریعہ اسلام قبول کرنے لگے تھے۔ وہ کہتے۔ اگر یہ احمدیوں کے ذریعہ اسلام میں رہتے ہیں۔ تو بھی رہیں۔ اور اگر ہمارے ذریعہ اسلام میں واپس آتے ہیں۔ تو بھی آئیں۔ مگر چونکہ ان کے مدنظر

اسلام نہ تھا۔ اسلیئے وہ ہمارے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے وہ بہیدیہ بدیہ گئے۔ اور جاکر لوگوں کو کہا۔ کہ احمدی تو آریوں سے بھی بدتر ہیں۔ ان کی باتیں سننے اور ماننے کی بجائے تمھارا آریہ ہوجانا اچھا ہے۔ گوان لوگوں نے کہا۔ کہ ہم تو ان میں

کوئی بُری بات

نہیں دیکھتے۔ اور نہ یہ ہمیں کوئی بُری بات بتاتے ہیں مگر مولویوں نے کہا۔ ان سے بات کرنا بھی کفر ہے۔ اور یہ کفر بھی ایسا ہے۔ کہ آریہ ہوجانے سے بدتر ہے۔ اسلیئے یا تو تم سب آریہ ہو جاؤ۔ یا اگر اسلام پر قائم رہنا چاہتے ہو تو ان کو اپنے گاؤں سے نکال دو۔

اسطرح یہ

دوسرا فتنہ

ہمارے لیئے پیدا ہو گیا۔ اس پر ہمیں ان لوگوں کو سمجھانا پڑا۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ خدا تعالیٰ کو ایک مانتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے قائل ہیں۔ قرآن کو ہم مانتے ہیں۔

پس پہلے وفد نے اگر ملکانوں کے دلوں سے یہ شبہات مٹائے۔ کہ ہم انھیں چھوڑ کر نہیں چلے جائیں گے۔ تو دوسرے وفد نے یہ شکوک دور کیئے۔ کہ ہم تم لوگوں کو

مسلمان بنانے آئے ہیں

کافر بنانے نہیں آئے۔ پھر تیسرا وفد جب وقت گیا۔ اسوقت موقع تھا۔ کہ اسکی ضرب کا اثر پڑے اور نتیجہ نکلے یعنی وہ لوگ اسلام قبول کرلیں۔ کیونکہ ایسے سامان خدا تعالیٰ نے پیدا کر دیئے تھے۔

تیسری سہ ماہی کے وفد کے روانہ ہونیکے وقت میں نے جو تقریر کی تھی۔ اس میں اس طرف اشارہ بھی کر دیا تھا اور جانے والوں کو بتا دیا تھا۔ کہ اگر تم پورے زور اور اخلاص سے کام کروگے تو تمھارے لیئے

فتوحات کے دروازے

کھل جائیں گے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے میری بات پوری کر دی۔ اور اسوقت تک دو بڑے گاؤں میں جنہیں سے ایک اپنی شرافت کے لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے اور دوسرا آثار قدیمہ کی وجہ سے ملکانوں میں خاص رتبہ رکھتا ہے۔ ان کا اکثر حصہ اسلام میں واپس آگیا ہے۔ یعنی ایک تو

آنور کا قصبہ

ہے۔ جس کے قریب کرشن جی پیدا ہوئے تھے۔ وہاں ایک پہاڑی ہے۔ جسکو مقدس سمجھا جاتا ہے۔ اسکے پاس دور دور سے لوگ آتے اور بعض لیٹ لیٹ کر اسکی گرد چکر لگاتے ہیں۔ تو ان آثار کو ملکانے قدر اور عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

دوسرا گاؤں

جس کے لوگ شرافت کے لیئے اور فہمیدہ ہونیکے لحاظ سے عزت رکھتے ہیں۔ اُسپار ہے۔ اسکا بھی بڑا حصہ اسلام کو قبول کر چکا ہے۔ اور یہ اب عام رو چلگئی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی دقتیں بھی پیدا ہو گئی ہیں۔ اور وہ یہ کہ جو جماعتیں وہاں آریوں کے خلاف لڑ رہی تھیں ان میں

مزید بھرتی کی طاقت

نہیں رہی۔ اور عین اُس وقت جبکہ فتوحات ہو رہی ہیں۔ ہمارے دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی لوگ ہٹنے شروع ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ کام جنگی طریق سے ہو رہا ہے۔ اور جسطرح جنگ میں لڑنے والی فوج کے دائیں اور بائیں سے ہٹنے والوں کی وجہ سے اسکو نقصان پہنچتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی ہمارے لیئے مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ کیونکہ ان علاقوں کو جہاں دوسرے مولوی کام کر رہے تھے انھوں نے چھوڑنا شروع کر دیا ہے۔ بعض نے تو اپنے آدمی کم کر دیئے ہیں۔ بعض جماعتوں کے آدمیوں کا کام صرف کھانا پینا یا ہنسی مذاق کرکے وقت گذار دینا رہ گیا ہے بعض جماعتوں کے اوپر کے کام کرنے والے تھک گئے ہیں اور وہ اپنا قدم پیچھے ہٹا رہے ہیں۔ اسطرح ہمارا دایاں بازو خالی ہو رہا ہے۔ اور بایاں بھی۔ مگر ہم سمجھتے ہیں۔ خدا کے فضل سے درحقیقت ہمارے لیئے یہ مشکلات نہیں۔ بلکہ

کامیابی کے ذرائع

ہیں۔ کیونکہ جب اور لوگ تھک کر آجائیں گے۔ اور اس کام کو چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ رہیں گے۔ تو اسوقت ہمیں جو کامیابی ہوگی۔ وہ اور بھی نمایاں ہوگی۔ پس دوسرے لوگوں کا تھک کر پیچھے ہٹ جانا اور مشکلات سے گھبرا کر کام کو چھوڑ دینا ہمارے لیئے گھبراہٹ کا موجب نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر گھبراہٹ ہو سکتی ہے تو یہ کہ جسقدر کام کرنے والوں کی ضرورت ہے اس قدر نہ مل سکیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اب پہلے کی طرح جوش و خروش کے ساتھ آگے نہیں بڑھتے۔ بعض تو کہتے ہیں۔ یہ لمبا کام ہو گیا ہے۔ ہم کب تک اسے کرتے رہیں گے۔ مگر یاد رکھو۔ مومن کا یہ حال نہیں ہوتا۔ کیونکہ

مومن کے لیئے دنیا میں آرام

کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ مومن کا آرام اسکی موت کے بعد ہی ہے۔ اور اسی کا نام مستقر ہے۔

مومن کی منزل مقصود

مرنیکے بعد ہی ہے۔ پس جب یہ صورت ہے تو خود سوچ لو کہ جو شخص منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے بیٹھ جاتا ہے۔ وہ کب منزل تک پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے بٹالہ جانا ہو مگر وہ وڈالہ جاکر بیٹھ رہے تو ناکام ہی رہیگا۔ ہاں جو شخص وڈالہ جانا چاہتا ہے۔ وہ اگر وہاں جاکر بیٹھ جاتا ہے تو وہ منزل پر پہنچ گیا۔ اور بٹالہ جانے والا وڈالہ پہنچکر یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں جو یہاں پہنچکر اپنے مقصد میں جب کامیاب سمجھا گیا۔ تو مجھکو کیوں نہ کامیاب سمجھا جائے۔ کیونکہ اسکی منزل مقصود بٹالہ ہے۔ نہ کہ وڈالہ۔

اسی طرح جب

مومن کا مقصد

یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مل جائے۔ اور وہ اس طرح مل سکتا ہے

کہ انسان مرنے تک اس کے ملنے کے لئے کام کرتا جائے۔ تو وہ شخص جو مرنے سے پہلے اس کام کو چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ وہ کس طرح خدا تعالےٰ کو مل سکتا ہے۔ پس یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو کہ مومن کے لئے

یہ دنیا آرام کرنے کی جگہ نہیں

اس کے لئے آرام کی جگہ وہی ہے۔ جب اس کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ اور خدا تعالےٰ اسے بلا لیتا ہے۔ کہ آ اور آ کر میرے

فضل کے نیچے

آرام کر۔ جو لوگ اس کام کے متعلق سست ہوتے اور پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ یہ ان کے

ایمان کی کمزوری

ہے۔ لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ کام ہی کرنا ہے۔ جو کام ہوگا۔ وہی کرینگے۔ یہی مومن کا حال ہونا چاہیئے اگر خدا تعالےٰ ملکانوں میں ہی ہمیں فتح دیدے۔ اور ان کو ہی ہمارے ذریعہ ہدایت ہو جائے۔ تو ہمیں انہی لوگوں میں کام کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کو ہدایت خواہ اب ہو۔ خواہ ہماری نسلوں کے ذریعہ ہو۔ ہم نے کام ہی کرنا ہے۔ اور وہ کرتے جانا چاہیئے۔ جو لوگ سست ہو گئے ہیں یہ ان کے ایمان کی کمزوری ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہی

کام کا اصل وقت

ہے۔ کیونکہ یہ خدا تعالےٰ کے ایک مامور کا زمانہ ہے۔ کئی لوگ اپنے دل میں یہ حسرت لے کر مر گئے کہ کاش ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے تو خدمات کرتے۔ مگر خدا تعالےٰ نے ہماری حسرتوں کو نکالنے کا ہمیں موقع عطا کر دیا ہے۔ اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اگر ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاتے۔ تو یہ کرتے۔ کیونکہ ہمارے لئے حضرت مسیح موعود نے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ

پھر دکھا دیا۔ اب بھی اسی طرح جہاد کا زمانہ ہے جس طرح رسول کریم صلعم کے وقت تھا اب بھی اسی طرح دشمنوں کا مقابلہ درپیش ہے۔ جس طرح اسوقت تھا۔ اب بھی اسی قدر تکالیف موجود ہیں جس قدر اس وقت تھیں۔ آج بھی ایسے ہی خطرات ہیں۔ جیسے اس زمانہ میں تھے۔ اب بھی جان کی اسی طرح قربانی کی جا سکتی ہے۔ جس طرح اس زمانہ میں کی جاتی تھی۔ کئی علاقے ایسے ہیں۔ کہ جہاں تبلیغ کرنے والوں کو جان کے خطرے ہیں۔ اب بھی اسی طرح مال خرچ کرنے کا وقت ہے۔ جس طرح اس زمانہ میں تھا۔ اور ایسے ہی اعلےٰ مقاصد میں خرچ کر سکتے ہیں۔ جیسے مقاصد کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خرچ ہوتا تھا۔ پس خدا تعالےٰ نے ہمارے لئے

کامیابی کے دروازے

کھول دیئے ہیں۔ اور حسرتیں نکالنے کے سامان کر دیئے ہیں۔ اب بھی اگر کوئی سستی کرتا ہے۔ تو یہ اس کے ایمان کی کمزوری ہے۔

جو دوست اس وقت جا رہے ہیں۔ ان کو میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ ایسا کام ہے۔ جس کے مقابلہ کا اور کوئی کام نہیں ہے۔ اور صرف ملکانوں میں ہی تبلیغ کے متعلق میں یہ نہیں کہہ رہا۔ بلکہ جہاں بھی کوئی اس کام کے لئے جاتا ہے۔ وہ ایسا ہی ہے۔ اگر کوئی امریکہ جاتا ہے۔ جہاں کے لوگ تعلیم یافتہ اور علم والے ہیں۔ تو اس کا درجہ اس مبلغ سے بڑا نہیں۔ جو جاہل اور بے علم لوگوں میں جا کر تبلیغ کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک اس مبلغ کا درجہ جو بادشاہوں کو تبلیغ کرنے کیلئے جاتا ہے۔ اس مبلغ کے درجہ سے مساوی ہے۔ جو غریبوں اور فقیروں کو تبلیغ کے لئے نکلتا ہے۔ کیونکہ

تبلیغ حق بیان کرنیکا نام

ہے۔ اور یہ جاہل کے سامنے بھی کیا جاتا ہے۔ اور عالم کے سامنے بھی۔ بادشاہ کے سامنے بھی اور گدا کے سامنے بھی۔ تو میری مراد ہر جگہ کی تبلیغ سے ہے۔ مگر علاقہ ملکانہ میں ایسی تبلیغ ہے۔ جو

جنگی تبلیغ

ہے۔ اور یہ بابرکت زمانہ ہے۔ اس سے آپ لوگوں کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ آپ لوگ دعائیں کرتے جائیں۔ اور بہت دعائیں کریں۔ یہ فتوحات کا وقت ہے۔ اس وقت جس طرح بعض آسانیاں بھی ہیں۔ اسی طرح بعض مشکلات بھی ہیں۔ آسانیاں تو یہ ہیں۔ کہ تم سے پہلے لوگوں نے جو کام کیا ہے۔ اس کی وجہ سے تم فتوحات کے دروازہ میں بآسانی داخل ہو سکتے ہو۔ اور مشکل یہ ہے۔ کہ تمہاری ذرا سی سستی اور کوتاہی سے سارا کام خراب ہو سکتا ہے۔ پس گو تمہارا کام تو آسان ہے۔ مگر ذمہ داری بڑھی ہوئی ہے۔ تم آسانی سے

پہلے مبلغوں کی محنتوں کے پھل

کھا سکتے ہو۔ مگر ذرا سی غفلت سے سب کئے کرائے کو تباہ بھی کر سکتے ہو۔ تم خدا کے حضور عاجزی اور زاری کرتے ہوئے جاؤ۔ اور بہت دعائیں کرو۔ کہ خدا تعالےٰ تم کو اس کام کا اہل ثابت کرے۔ اور اپنے برکات سے مستفیض کرے۔ باقی ان

ہدایات پر پورا پورا عمل کرو

جو مطبوعہ تم کو دی گئی ہیں۔ مجھے یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا۔ کہ ایک شخص کئی ماہ ایک گاؤں میں رہتا ہے۔ مگر جب انسپکٹر جا کر گاؤں کے آدمیوں کے نام اور حالات پوچھتا ہے۔ تو وہ بتا نہیں سکتا۔ میرے

تو دو ایک جو مبلغ کسی گاؤں میں رہتا ہے۔ وہ اگر وہاں کے ایک آدمی سے بھی واقفیت پیدا کرنے میں سستی کرتا ہے۔ اور چلا آتا ہے۔ تو وہ ناکام ہے۔ اس کا کام سب سے اہم

ایک ایک فرد سے واقفیت پیدا کرنا

ہے۔ سو ڈیڑھ سو کے قریب آدمیوں سے زیادہ سے زیادہ چار دن کے اندر اندر واقفیت پیدا کی جا سکتی ہے۔ آپ لوگ اسبات کو اپنا فرض سمجھیں۔ اور جہاں مقرر کئے جائیں۔ وہاں کے تمام لوگوں سے جلد سے جلد واقفیت پیدا کریں۔ پھر ایسے رنگ میں ان کو تبلیغ کریں کہ جس سے

اخلاص اور محبت

ٹپکے۔ سست انسان دوسرے کو بھی سست کر دیتا ہے۔ اور چست دوسرے میں بھی چستی پیدا کر لیتا ہے۔ یہ ممکن نہیں۔ کہ اخلاص ہو۔ جوش ہو۔ تڑپ ہو۔ اور پھر تبلیغ کا اثر نہ ہو۔ کہتے ہیں۔ افسردہ دل، افسردہ کنند انجمنے را۔ اور یہ بالکل صحیح بات ہے۔ اگر رونی صورت والا کسی مجلس میں آجائے۔ تو دوسروں کو بھی غمگین بنا دیگا۔ اور اگر خوش طبع انسان غمگین مجمع میں آجائے۔ تو انکو بھی خوش کر دیگا۔ اسی طرح جو انسان اخلاص سے کام کرنیوالا ہو۔ وہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ پس اگر وہ لوگ ایمان سے خالی بھی ہو گئے ہیں۔ تو بھی اگر تم پورے جوش اور اخلاص سے کام کرو گے۔ تو ان کے

دلوں میں گرمی

پیدا ہو جائیگی۔ پس آپ لوگ اخلاص سے کام کریں اور اپنے افسروں کی اطاعت کریں۔ کام میں کامیابی اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جب پوری پوری اطاعت کیجائے۔ ممکن ہے۔ وہ افسر جو تم پر مقرر ہو۔ علم میں تجربہ میں کم ہو۔ مگر انتظام میں یہ نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ انہیں کی اطاعت ضروری سمجھی جاتی ہے۔ پس اپنے افسروں کی اطاعت کرو۔ دعائیں کرو۔ اور اخلاص سے کام کرو۔ چونکہ سورج ڈوب گیا ہے۔ اس لئے اسی پر ختم کر کے دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالٰے آپ کے ساتھ ہو۔

بلب گڑھ میں آریوں سے نیوگ پر مباحثہ

قصبہ بلب گڑھ میں آریہ سماج سے ۲۶ تاریخ ماہ اکتوبر کو احمدی جماعت بلب گڑھ کا مباحثہ ہوا۔ احمدی جماعت کی طرف سے مولوی جلال الدین صاحب شمس تھے۔ اور آریہ سماج کیطرف سے پنڈت رامچندر صاحب بلائے گئے تھے۔ احمدی جماعت بلب گڑھ نے بار بار آریہ سماج بلب گڑھ کو چیلنج دئے اور ۱۴ر تاریخ مقرر کی مگر آریہ سماج نے ۲۶ تاریخ باوجود احمدی جماعت کا جلسہ کا جائز عذر ہونیکے اپنی طرف سے مقرر کی۔ آخر جگہ کا سوال ہوا۔ احمدی جماعت کی مقرر کردہ جگہ کا سماج نے انکار کر دیا۔ اور اپنی جگہ مقرر کی۔ وہ بھی موقع پر پہونچنے پر معلوم ہوا۔ کہ ابھی جگہ تیار نہیں ہے۔ شامیانے وغیرہ لگ رہے ہیں۔ وقت تنگ ہوتا جاتا تھا [illegible]ی صاحب آریہ سماج نے فرمایا۔ کہ میں تحصیلدار صاحب کے پاس گیا تھا۔ وہ اس جھگڑے سے خوش نہیں۔ مگر تمام لوگ چونکہ جمع ہو چکے تھے۔ آخر مجبوراً مباحثہ قرار پا ہی گیا۔ اور صرف آریہ سماج پلیٹ فارم پر ہی شامیانے کا انتظام ہو سکا۔ اور احمدی پلیٹ فارم بغیر شامیانے کے ہی رہا۔ خیر یہ تو آریوں کے اخلاق کے متعلق بات ہے مباحثہ مسئلہ نیوگ پر تھا۔ مولوی جلال الدین صاحب نے شروع تقریر میں جسکے لئے دس منٹ مقرر تھے بتایا۔ کہ مسئلہ نیوگ کیا مسئلہ ہے۔ جسکی رو سے ایک عورت محض معمولی سے عذر پر مثلاً یہ کہ اس کا خاوند ستانے والا ہے خود دوسرے مرد سے تعلق پیدا کر کے اور ستانے والے خاوند کیلئے اولاد پیدا کر سکتی ہے نیز تیسرے نیوگی کا نام اگنی رکھا گیا ہے اور اس کا مطلب یہ بتایا گیا ہے۔ کہ سب سے زیادہ حرارت رکھنے والا۔ مگر یہ تیسرے نیوگی کیلئے کیوں ضروری ہے۔ پھر نیوگ کی غرض محض اولاد پیدا کرنا ہی کوئی نہ سمجھے۔ بلکہ ستیارتھ پرکاش میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ عورت مرد دونو کا عالم شباب ہو اور ان سے رہا نہ جائے تو نیوگ کر لیں سمجھ میں نہیں آتا۔ جب نہ رہا جانا بھی کسی دوسری عورت یا مرد سے تعلق پیدا کرنیکا موجب ہو سکتا ہے۔ تو زناکاری کا موجب بھی سوائے رہا نہ جائیگا اور کیا ہوتا ہے۔ پھر فرمایا۔ نیوگ کیلئے یہی کافی نہیں کہ عورت اپنے خاوند کو قابل اولاد نہ پا کر صرف ایک ہی مرد سے قسمت آزمائی کرے۔ بلکہ وہ سلسلہ چلتے چلتے گیارہ تک پہونچ سکتا ہے۔ اور اگر درمیان میں لڑکیاں ہوں تو وہ قابل شمار نہیں۔ نیز مولوی صاحب نے فرمایا۔ اگر مسئلہ نیوگ بقول سوامی دیانند صاحب اتنا ضروری ہے کہ اس کا ترک کرنا گناہ ہے تو آریہ سماج اس پر عامل کیوں نہیں۔ بلکہ بقول پنڈت رامچندر صاحب بیوہ بیوہ رانڈوں کی شادی جو ایک شودروں کا فعل ہے۔ اسپر عمل کرتے ہیں اور نیوگ جیسی پاک اور پوتر تعلیم کو چھوڑ رہے ہیں۔

اسکے جواب میں پنڈت رامچندر صاحب نے اسلام پر یہ اعتراض کئے کہ طلاق جو ہے وہ بھی مانند نیوگ ہے۔ کہ عورت طلاق دیئے جانے کے بعد ایک اور خاوند سے شادی کر کے پھر اگر وہ بھی طلاق دیدے تو پہلا خاوند شادی کر سکتا ہے۔ مولوی صاحب نے جواباً فرمایا۔ طلاق کے بعد عورت سے بالکل قطع تعلق ہو جاتا ہے۔ مگر نیوگ والی عورت کا تعلق قطع نہیں ہوتا۔ یہ بین فرق ہے۔ پھر پنڈت صاحب نے کہا کہ جس طرح اسلام میں سؤر کا کھانا جائز ہے بوقت اضطرار اسی طرح نیوگ اضطراری حالت میں جائز ہے [illegible] صاحب نے فرمایا کہ سؤر تو اسلام میں حرام ہے۔ مگر نیوگ تو بقول سوامی دیانند دھرم ہے۔ اگر سؤر کی طرح نیوگ بھی حرام سمجھتے ہو۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ آخر پنڈت صاحب نے جب کوئی چارہ نہ پایا۔ تو انکے شیعوں کی کتاب کا حوالہ سنانے جسکا نام دریافت کرنے پر بتایا۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ اسی طرح اگر ہم آپ کی غیر مسلمہ باتیں بیان کریں۔ تو آپ کو اعتراض تو نہیں ہوگا۔ مگر ہمیں تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ کہ سوامی مہیدر وغیرہ نے وید کا ترجمہ کرتے ہوئے جو شرمناک باتیں لکھی ہیں۔ ان کا ذکر کریں۔

مباحثہ کا سامعین پر بہت اچھا اثر پڑا۔ خصوصاً اسبات کا کہ آریہ سماج رانڈوں کی شادی شودروں کا فعل مانتے ہوئے اسپر کاربند ہے۔ اور نیوگ پر نہیں۔ سامعین کی اچھی تعداد تھی۔ مباحثہ رات کے ساڑھے دس بجے ختم ہوا۔ جو نہایت امن اور ٹھنڈے دل سے تمام لوگوں نے سنا۔

حکیم محمد حسین سیکرٹری انجمن احمدیہ۔ بلب گڑھ

احمدیہ جلسوں اور مباحثوں کے متعلق اعلان

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بیرونی جماعتیں اپنے اپنے علاقوں میں جلسے اور مباحثے کراتی رہتی ہیں۔ اور اکثر بحث اور لیکچروں کے لیئے مرکز سے ہی مبلغین کو بلاتی ہیں۔ جو اس امید پر بھیجے جاتے ہیں کہ انجمنیں خود ان کے اخراجات سفر کو برداشت کرلیں گی۔ مگر گزشتہ سال کے تجربہ سے مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑا ہے۔ کہ ایسی انجمنیں بہت کم ہیں جنھوں نے مبلغین کے اخراجات سفر کو خود برداشت کیا ہے۔ بہت سی انجمنیں ایسی ہیں جنھوں نے مطلق سفر خرچ نہیں دیا۔ اور بعض ایسی بھی ہیں جنھوں نے کچھ برداشت کیا اور کچھ نہیں کیا۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گزشتہ سال یعنی اکتوبر ۱۹۲۲ء سے لے کر ستمبر ۱۹۲۳ء تک قریباً آٹھ سو روپیہ دفتر کو خرچ پڑا۔ ان انجمنوں سے جنکے مباحثوں یا جلسوں میں یہ رقم خرچ ہوئی جب مطالبہ کیا گیا۔ تو اکثر نے باوجود بار بار یاد دلانے کے جواب تک نہیں دیا۔ لہذا اس سال میں بذریعہ اعلان ہذا سب انجمنوں کے سکرٹری صاحبان کو اطلاع دیتا ہوں کہ آیندہ انکی محض درخواستوں پر کوئی مبلغ مرکز سے نہیں بھیجا جائیگا جب تک وہ مبلغین کے سفر خرچ کے لیئے اندازاً کچھ روپیہ پیشگی نہ بھیجدیں اور ساتھ ہی وعدہ نہ کردیں کہ اسکے علاوہ جو خرچ ہوگا وہ مبلغین کے ہاتھ روانہ کیا جائیگا۔ جب تک یہ دو صورتیں نہ ہونگی مبلغین نہیں بھیجے جایا کرینگے۔ ایک اور بات بھی ظاہر کردینے کے قابل ہے وہ یہ کہ بعض احباب خود ہی بغیر دفتر تالیف و اشاعت کے مشورہ اور اطلاع کے جلسہ یا مباحثہ کا انتظام کرکے تاریخ مقرر کرلیتے ہیں۔ اور پھر دفتر میں لکھ دیتے ہیں کہ فلاں تاریخ اتنے مبلغین بھیجدیں اور بعض دفعہ خود ہی تعیین بھی کردیتے ہیں۔ کہ ضرور فلاں صاحب کو بھیجا جاوے۔ ایسی درخواستوں کے آنے پر دفتر کو جو دقتیں پیش آتی ہیں ان کا اندازہ بیرونی احباب شاید نہیں کرسکتے بعض اوقات ہمارے مبلغین مرکز میں نہیں ہوتے (پہلے ہی دورہ پر ہوتے ہیں یا کسی مباحثہ یا جلسہ پر) اور درخواست آجاتی ہے کہ فلاں فلاں صاحب کو فلاں تاریخ یہاں پہنچ جانا چاہیئے۔ ایسی صورت میں ہم کچھ انتظام نہیں کرسکتے۔ سوائے اسکے کہ نفی میں جواب دیکر احباب کی دل شکنی کی جاوے۔ پس جہاں میں نے سفر خرچ کے متعلق اعلان کیا ہے وہاں میں یہ بھی اعلان کردیتا ہوں۔ کہ کوئی صاحب بغیر دفتر تالیف و اشاعت کے مشورہ کے مباحثہ یا جلسہ کا انتظام نہ کریں۔ (ورنہ وہ خود اس کے ذمہ وار ہوں گے۔) بلکہ چاہیئے کہ تاریخ مقرر کرنے سے کافی عرصہ پہلے اطلاع دیا کریں تاکہ دفتر بھی آسانی سے انتظام کرسکے۔ والسلام

ناظر تالیف و اشاعت قادیان۔

جلسہ سالانہ ۱۹۲۳ء کے وعدے

اس ہفتہ میں مندرجہ ذیل وعدے جلسہ سالانہ کے واسطے موصول ہوچکے ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہے کہ موصولہ وعدے نہایت قلیل ہیں۔ اسلیئے توجہ دلاتا ہوں کہ جماعت اپنے وعدوں سے جلد مطلع فرماویں۔ میں نے ایک چٹھی سرکلر بھی گزشتہ ہفتہ میں مع مکمل فہرست مصارف جلسہ سالانہ ۱۹۲۳ء شائع کی تھی اور اسکی ایک ایک کاپی ہر ایک جماعت میں ارسال کی تھی جس میں بڑے زور سے عرض کیا گیا تھا کہ جماعتیں بہت جلد اپنے اپنے اجلاس میں اسے پیش فرماکر وعدوں سے مطلع فرمادیں۔ لیکن ابھی تک مجھے بہت کم وعدے ملے ہیں۔ ادھر اس سال خدا کے فضل سے ہمارا جلسہ ایک بڑے پیمانہ پر ہوگا جس سے اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ اس سال خرچ دو چند سے بھی بڑھ جائیگا اسلیئے پھر جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے وعدوں سے جلدی مطلع کریں تاکہ تسلی ہو۔ نیز یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ جو رقوم جلسہ سالانہ کے لیئے آویں گی انکو جماعتوں کے بجٹ ۲۴-۱۹۲۳ء میں مجرا دیا جاوے گا۔ ابھی سے اپنے آیندہ سال کے بجٹ کے پورا کرنے کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ حسب ذیل وعدے جلسہ سالانہ کے لیئے موصول ہوئے ہیں۔

(۱) جماعت سہارنپور۔ از مستری عبد الغنی صاحب گلاس مرکس بالا والی چمنیاں ہریکین قیمتی للعہ
(۲) جماعت گوکھووال چک ۱۸ گھی کا ایک ٹین۔ انکی خدمت میں یہ عرض کیاگیا ہے کہ ایک ٹین کم ہے۔ کم از کم اسے دگنا کریں۔
(۳) ڈاکٹر غلام غوث صاحب وٹرنری انسپکٹر غازی پور۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنا مکان جسکا کرایہ عشہ ماہوار ہوتا ہے چھ ماہ کے واسطے بغیر کرایہ عطا فرمایا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔
(۴) جماعت بٹالہ۔ نمک ۱۸ من۔ قیمتی عہ
(۵) غلام حسین صاحب۔ گھی ۱۰ سیر۔
(۶) جماعت صدر گوگیرہ اوکاڑہ۔ عہ نقد
(۷) جماعت سنور۔ نمک کی قیمت للعہ
(۸) جماعت سیام عہ نقد
(۹) عبد الرزاق صاحب کنانور۔ کھدر ۷۵ گز
(۱۰) جماعت ڈیرہ غازی خاں عہ۔ انکی خدمت میں عرض ہے کہ یہ رقم بلحاظ افراد جماعت بہت ہی کم ہے۔ کم از کم ماعہ چاہیئے۔
(۱۱) محمد احسان الحق صاحب بھاگلپوری عہ نقد۔
(۱۲) جماعت خوشاب۔ عہ نقد
(۱۳) جماعت سیلون۔ لونگ۔ الائچی۔ مرچ سیاہ اور چائے
(۱۴) جماعت بھینی متصل شرقپور۔ لکڑی اور للعہ اگر لکڑی نہ ہوسکی تو لعہ
(۱۵) شیخ نور احمد صاحب مختار عام حضرت اقدس عہ گیارہ کی تنخواہ۔
(۱۶) جماعت پشاور از فاطمہ بیگم اہلیہ ماسٹر عبد العزیز صاحب نوشہرہ تحصیل پشاور ہاین س لائٹ عہ۔ مریم دختر ماسٹر عبد العزیز صاحب چادر ۴۰ گز عہ عزیزہ دختر ماسٹر صاحب۔ دیاسلائی ۴۰ گرس عہ کل عہ ماسٹر صاحب نے اپنا وعدہ نہیں فرمایا اور لکھا ہے کہ باقی احباب سے بھی وعدے لیکر ارسال کروں گا۔
(۱۷) چودھری چھجو خاں صاحب فارسٹ رینج رام بن جموں نے چودھری صاحب کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ یہ رقم کم ہے اکو کم از کم سہ چند یعنی عہ کریں۔

بعض مقامات پر بعض اجناس بآسانی مہیا ہوسکتی ہیں اسلیئے اجناس کی تحریک کیجاتی ہے اگر اجناس مہیا ہونے پر قادیان روانہ کرنے میں زیادہ خرچ پڑتا ہو تو پھر بہتر ہے کہ اجناس وصول کرکے فروخت کردی جائیں اور قیمت ارسال کردی جائے۔

اپنی آنکھوں کی حفاظت کرو

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اول کی طبی قابلیت کا لوہا دوست و دشمن سبھی مانتے ہیں۔ آپکا یہ مجرب سرمہ ہے جسمیں موتی ممیرہ وغیرہ قیمتی اشیاء پڑتی ہیں اور کارخانہ نور نے بڑی محنت و شوق و اہتمام سے تیار کرایا ہے۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ پڑبال۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ آنکھ کی جملہ بیماریوں کے لئے اکسیر ہے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی تولہ ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔

تازہ شہادت جناب ماسٹر مولا داد صاحب احمدی اول مدرس گورنمنٹ سکول جھوک بہادر ضلع لائلپور سے لکھتے ہیں۔ چند دن ہوئے میں نے آپسے اپنی ایک دوست کیلئے نمونہ کا سرمہ منگوایا تھا وہ اسکو اسقدر مفید ثابت ہوا کہ صرف چند روز کے استعمال سے پانی بہنا۔ دھند خارش چشم بالکل آرام ہو گیا جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

پتا۔ مینیجر اخبار نور قادیان گورداسپور۔

معجون وفا

حکماء سلف جالینوس جیسے موجد طب اسکی تعریف بدیں الفاظ فرماتے ہیں۔ یہ معجون بدن کے لئے تریاق ہے جو اپنا مثل نہیں رکھتی۔ یہ نایاب جوہر کثیر الفوائد کا مالک ہے مگر تھوڑے رکھے جاتے ہیں۔ اعضائے رئیسہ کی محافظ ہے۔ قوت دماغ بڑھاتی۔ اور نسیان کو مٹاتی ہے عقل تیز کرتی ہے جنکو بار بار پیشاب آتا ہو اسکے استعمال سے یہ تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ ضعف گردہ۔ کمزوری معدہ جوڑوں کا درد۔ ریت گردہ۔ ریت مثانہ۔ بلغمی کھانسی پھوڑے۔ خارش۔ ضعف جگر۔ کمزوری بینائی ان امراض میں یہ بے مثل ہے۔ استعمال شرط ہے۔

قیمت فی ڈبیہ ۱۲ر ملنے کا پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی

قادیان۔ گورداسپور

چند ضروریات

(۱) ایک سیدزادی پڑھی لکھی عمر ۱۸ سال کے لئے ناطہ کی ضرورت ہے۔ احمدی مخلص جوان عمر برسر روزگار ہو۔ [illegible] روپیہ ماہوار کی آمد ہو۔

(۲) ایک قریشی نوجوان کا نکاح مطلوب ہے۔ لڑکا [illegible] وی ہے ۳۵ روپیہ ماہوار پاتا ہے۔ زمین بھی ہے دیہاتیوں کو ترجیح ہے۔

(۳) صوبہ بہار میں ایک آنٹی سی ایس کے یہاں بچوں کو انٹرنس اور کم از کم مڈل تک تعلیم دینے کے لئے استانی کی ضرورت ہے۔ احمدی ہو تو بہتر ورنہ مسلمانوں کے کسی دوسرے فرقہ سے۔ تیس روپیہ ماہوار اور مکان ملے گا۔ اگر میاں یا کوئی اور محرم ساتھ جائے تو لیاقت کے بتانے پر اُسکی ملازمت کا بندوبست بھی غالباً ہو سکے گا۔

(۴) مسیح موعود اور اُمت محمدیہ (ٹریکٹ) جسمیں حدیث من السماء کی تشریح ہے اور زلزلہ جاپان کی پیشگوئی مفت منگالیں۔ دوسرا ٹریکٹ آریہ تصنیف اسلام کی اندرونی تصویر کا تحقیقی جواب بھی

تجرید بخاری

مع اصل عربی و ترجمہ اردو

مؤلفہ علامہ حسین بن مبارک زبیدی المتوفی ۸۹۰ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح الصحیح احادیث کا یہ نایاب گنجینہ نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ خوشخط و صحیح چھپکر تیار ہے مقدمہ میں امام بخاری اور علم راویان تجرید کے حسنہ حسنہ حالات پھر تمام احادیث تجرید کے عنوان قائم کر کے انکی فہرست اسطرح دی گئی ہے کہ ہر ایک شخص ہر مطلب کی احادیث آسانی سے نکال سکے اور اسکے بعد اصل کتاب کے ایک کالم میں عربی اور اسکے بالمقابل اُردو ترجمہ۔ یہ مبارک کتاب ہر مسلمان کے گھر میں ہونی چاہیئے۔ فرمائش آج ہی بھیج دیجیئے تاکہ طبع ثانی کا منتظر رہنا پڑے۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ کاغذ سفید۔ حجم ۱۱۰۰ سو صفحات۔ کتاب مجلد۔ قیمت ہر دو حصہ آٹھ روپیہ محصول ڈاک ۱۲ر۔ کُل ۹ عہ +

فیروز اللغات اُردو

اس مبسوط لغات میں رائج الوقت اُردو کے پچاس ہزار لفظوں محاوروں ضرب المثلوں کہاوتوں اور مقولوں کے دو لاکھ سے زیادہ معنے بتلائے گئے ہیں اور تقریباً وہ تمام عربی فارسی ہندی سنسکرت و انگریزی وغیرہ کے الفاظ موجود ہیں۔ جو اسوقت اُردو تحریر اور تقریر میں مستعمل ہیں۔ چنانچہ ملکی ادبی۔ اہل الرائے نے اسے زبان اُردو میں ایک بے نظیر اضافہ قرار دیا ہے۔ ہزایکسلنسی گورنر صاحب بہادر نے اسکا ڈیڈیکیشن اپنے نام نامی پر منظور فرما کر پانسو روپیہ نقد کا اعلیٰ انعام محکمہ تعلیم سے مرحمت فرمایا ہے۔ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے اور ہر دو حصے مجلد۔ حجم اٹھارہ سو صفحات۔ کوئی دفتر اور سکول و کالج وغیرہ اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ اور ہر ایک اُردو دان کو اسکی سخت ضرورت ہے۔ قیمت ہر دو حصہ مجلد دس روپیہ عہ (محصول ایک روپیہ چار آنے ۱عہ)

فیروز اللغات عربی

اس میں سولہ ہزار سے زیادہ قدیم و جدید عربی الفاظ کے سلیس اور مشہور عام اردو معنے دیئے گئے ہیں اور حسب ضرورت صلہ بلکہ ثلاثی مجرد کے ہر مصدر کا باب بھی تحریر ہے۔ طلباء و شائقین کیلئے نہایت کارآمد کتاب ہے اور ہر ایک عربی خوان کو اسکی خریداری ضروری ہے کتاب مجلد حجم ۴۰۰ صفحات لکھائی اور چھپائی نہایت اعلیٰ قیمت تین روپیہ محصول ۱۰ر کُل ۳ ۱۰ر

علم التجارت

تجارت کرنے کو تو ہر ایک کا جی چاہتا ہے مگر جب تک اسکے متعلق کافی علم نہ ہو فائدہ کی جگہ اُلٹا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے اس کتاب میں اسقدر تجارتی معلومات دی گئی ہیں کہ تاجروں کی دوکان پر برسوں کام کرنے سے شاید ہی مل سکیں۔ خرید فروخت کے طریقے۔ تاجروں کے اقوال بہی کھاتہ بک کیپنگ خط و کتابت وغیرہ سب کچھ اسمیں درج ہیں قیمت ۱۲ر ملنے کا پتہ

مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشر لاہور۔

اس صفحہ پر درج شدہ اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار صرف مشتہر ہیں نہ کہ الفضل۔ (ایڈیٹر)

اللّٰھم انت الشافی

جوہر شفاء یعنی نئی زندگی

یہ خشک سفوف ہے جسکا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے پرانا بخار، کھانسی خشک یا تر، بلغم میں خون آتا ہو، سل کے کیڑوں کو فنا کرتا، تپ دق کیلئے اکسیر ہے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم جو سو روپیہ کو بھی سستی فی تولہ ع علاوہ محصولڈاک جو ایکماہ کو کافی ہے حکیموں کو بھی اسکا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔ مشتہر

المشتہر عزیز الرحمن قاسم بخش انجنیر قادیان گورداسپور

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتایا ہوا ہے جو امراض شکم خاصکر قبض کیلئے بہت مفید ہے آپ نے فرمایا کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے آپ کے والد صاحب مرحوم مغفور بھی اس نسخہ کو بڑی کثرت سے استعمال کیا اور قبض و پیٹ کی صفائی کیلئے بہت مفید پایا۔ اسلئے کم از کم اسکی یکصد گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں تاکہ ایسے موقعوں پر کام آویں صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمائیں انشاء اللہ تعالیٰ دور ہو جائیگی۔ قیمت فی صد ۸ محصول علاوہ (عزیز ہوٹل قادیان)

کلرک کی ضرورت

دی انڈین گٹ مینوفیکچرنگ کمپنی کو ایک ایسے کلرک کی ضرورت ہے جو ٹائپ کر سکے اور دوکان کا حساب رکھنے کی پوری اہلیت رکھتے ہوں۔ تنخواہ معقول دی جاویگی۔ بذریعہ خط کتابت طے کر لی جاویگی۔ درخواستیں آنی چاہئیں۔ اس پتہ پر

ناظم انتظام مینجر کمپنی ہذا
سید منزل۔ سیالکوٹ شہر

تریاق چشم اور سارٹیفکیٹ

نمبر ۱ نقل ترجمہ انگریزی سارٹیفکیٹ سول سرجن صاحب ڈسکہ (پنجاب) میں تصدیق کرتا ہوں کہ جیسے تریاق چشم جسے مرزا احاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے استعمال کیا ہے۔ گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں ڈاکٹروں اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا۔ جیسے سفوف مذکورہ آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا ہے۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

نمبر ۲ شیخ نور الٰہی صاحب ایم۔ اے آئی۔ ایس۔ انسپکٹر آف سکولز ڈویژن ملتان تحریر فرماتے ہیں۔ مکرم بندہ۔ تسلیم۔ تریاق چشم واقعی مفید ثابت ہوا ہے۔

نمبر ۳۔ اخبار ذوالفقار شیخوپورہ لاہور بعنوان "تنقید" یہ ایک پوڈر ہے جو ہمارے دفتر میں بغرض تنقید مرزا احاکم بیگ صاحب احمدی گڑھی شاہ دولہ گجرات پنجاب نے بھیجا ہے اسکو ہم نے اپنے خاندانی ممبروں پر استعمال کیا۔ ہمارے لڑکے کو گزشتہ سال سے آشوب چشم کی وجہ سے ککرے پڑ گئے تھے جسکی عمر ۷ سال کی ہے تین یوم کے استعمال سے بالکل صحت ہو گئی۔ ایک اور بچہ کو عرصہ دو ماہ سے آشوب چشم تھا ڈاکٹری اور یونانی علاج سے آرام ہو جاتا تھا مگر پانچ چھ یوم کے بعد پھر وہی صورت ہو جاتی تھی۔ ایک ڈاکٹر کی رائے تھی کہ ککرے کا اپریشن کیا جاویگا مگر تریاق چشم کے استعمال سے آج اس کی آنکھیں بالکل تندرست ہیں ہمنے اپنی تندرست آنکھوں میں ایک سلائی لگائی جسنے نظر کو بہت فائدہ کیا۔ درحقیقت یہ دوا نہیں بلکہ کسی بندگی کی دعا ہے جو تیر بہدف کا کام دیتی ہے۔ ناظرین اسکو منگا کر ضرور استعمال کریں ہمارے خیال میں اس تریاق چشم کے مقابلہ میں دیگر آنکھوں کی بیماریوں کے واسطے اور کوئی دوا نہیں ہے جو بہتر اور فائدہ مند ہو سکے اسکے قدردانوں کو مناسب ہے کہ ... اسکی ہر گھر میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ بدقسمت ہیں وہ لوگ جو اس تریاق چشم سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ قیمت تریاق چشم فی تولہ پانچ روپیہ علاوہ محصولڈاک وغیرہ (عہ) بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر خاکسار مرزا احاکم بیگ احمدی موجد
تریاق چشم گجرات گڑھی شاہ دولہ پنجاب

اشتہاری دنیا

سنئے گو آپ سخت بدظن ہو چکے ہیں۔ مگر دوستو ساری دنیا ایک جیسی نہیں۔ آؤ تجربہ کرو۔ سچ اور جھوٹ کو تجربہ کی کسوٹی پر لگا کر دیکھو۔ ہم اسوقت صرف آپکی تسلی کے لئے چند تجربات پیش کرتے ہیں۔ جسکو ضرور منگا کر آزماؤ۔ اور ہماری سچائی کی داد دو۔

اکسیر تسہیل ولادت۔ اسکا کام نام سے ظاہر ہے ایسے نازک وقت میں جبکہ کوئی عزیز سے عزیز بھی کام نہیں آسکتا۔ اسکو سچا غمگسار پاؤگے۔ برموقع اسکے استعمال سے بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے اور بعد تولید جو زچہ دو دو چار چار دن تک درد سے سخت بے چین رہتی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ درد بھی اسکے استعمال سے جاتا رہتا ہے۔ قیمت معہ محصولڈاک عہ

اکسیر نزلہ۔ زکام نیا خواہ پرانا ہو اللہ کے فضل سے ایک دو دن ہی میں آرام ہو جاتا ہے۔ قیمت معہ محصول ڈاک عہ

نسوار بے نظیر۔ دماغ بند رہتا ہو یا ناک سے چھینکیں آتی ہوں یا ناک سے بو آتی ہو تو یہ نسوار ان شکایات کے دفع کرنے میں واقعی بے نظیر ہے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ مع محصولڈاک۔

اکسیر داد۔ داد کیلئے بے نظیر چیز ہے۔ داد خواہ کسی جگہ ہو چند دنوں میں بفضل خدا آرام آ جاتا ہے قیمت معہ محصولڈاک عہ

دلپذیر ہیر آئل بالوں کو اگانے والا خوشبودار تیل دماغی کام کرنیوالوں کیلئے اکسیر ہے۔ دل کو سرور، آنکھوں کو ٹھنڈک اور دماغ کو معطر رکھتا ہے۔ قیمت معہ محصول ڈاک عہ

مجربات منظور۔ بیکاروں اور کم آمدنی والوں کیلئے خصوصًا اور عوام کے لئے عمومًا ایک دولت کا چشمہ ہے جس میں علمی نسخہ جواہرات کے علاوہ بعض ایسی ایسی دستکاریاں بھی بتائی گئی ہیں جو سینکڑوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی نہیں حاصل ہو سکتیں۔

قیمت صرف پانچ روپیہ معہ محصول ڈاک۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنی ضروری ہے۔

ڈاکٹر منظور احمد منیجر شفاخانہ دلپذیر
سلانوالی (ڈاکخانہ سرگودھا)

مختصر خبریں

—— لاہور میں ایک مسلمان انگریزی مٹھائی فروش نے جو بندوق اور ریوالور سے مسلح تھا پولیس کا مقابلہ کیا جو اسے قتل کے الزام میں گرفتار کرنا چاہتی تھی۔ یہ شخص اپنے مکان کی تیسری منزل پر تھا۔ اور سارے دروازے بند کر رکھے تھے۔ اوپر سے اندھا دھند گولیاں چلاتا تھا۔ اسکی گولیوں سے آٹھ آدمی مر چکے ہیں۔ اور کئی زخمی پڑے ہیں۔ معلوم ہوا ہے جس عورت کو قتل کرنے کا اس پر الزام تھا وہ زندہ موجود ہے۔ اسکے سر میں گولی لگی تھی۔ مگر وہ بچ گئی ہے ۔

—— ۱۰ نومبر کو والیئے کابل کا دوسرا فرزند متولد ہوا۔

—— ناگپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ہندوؤں کو جو حکم دیا تھا کہ مسجد کے پاس سے باجا بجاتے نہ گذرا کریں۔ ہندوؤں نے اسکی خلاف ورزی شروع کر دی ہے اور اب تک ۵۰ کے قریب گرفتار ہو چکے ہیں۔

—— جرمنی میں ایک نیا سکہ تیار کیا گیا ہے جو عنقریب منڈی میں آئیگا۔ یہ سکہ دس لاکھ مارک کے برابر ہوگا۔

—— غازی محمود دھرم پال نے ضمانت داخل کر دی ہے۔

—— لالہ امرناتھ سیکنڈ ماسٹر جہلم ہائی سکول نے معقول سے رسی باندھ کر خودکشی کر لی۔

—— امرتسر کے سردار مہر وبالی سنگھ مجسٹریٹ درجہ اول نے مولوی حسام الدین اور مولوی عبدالغفور معتمدان خلافت کو دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری کے ماتحت مجرم قرار دیا اور فیصلہ کیا کہ دونوں ایک ایک سال کے لئے دو دو ہزار روپیہ کی ضمانتیں داخل کریں یا سال قید محض برداشت کریں۔ دونوں نے ضمانتیں داخل کر دیں۔

—— لاہور ۲ نومبر کی خبر ہے کہ ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب نے آنریبل میاں فضل حسین کو یکم نومبر سے اپنے فرائض کے علاوہ وزیر زراعت کے فرائض بھی عارضی طور پر سپرد کر دیئے ہیں۔ اور اسی تاریخ سے لالہ ہرکشن لال وزیر زراعت کو مستعفی ہونیکی اجازت دیدی۔

—— اکالی لیڈر جو امرتسر جیل میں مقید ہیں ان سے اچھا سلوک ہوتا ہے۔ عمدہ خوراک دیکا جاتی ہے۔ اور انکو اپنے کپڑے اور بستر کے استعمال کرنیکی اجازت ہے۔ اور وکیلوں اور رشتہ داروں سے ملنے کے اوقات مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔

—— خالصہ کالج امرتسر کی مجلس انتظامی نے مسٹر جی۔ اے۔ وادن پرنسپل کا استعفا منظور کر لیا ہے۔

—— خاندیس کانگرس کمیٹی کی طرف سے ڈاکٹر کچلو کو پیغام ملا ہے۔ کہ کانگرس لیڈروں کے ذریعہ اکالی لیڈروں کے مقدمہ کی پیروی کرنا یا کرانا بہت خطرناک ہے اور اس طریق عمل سے تحریک ترک موالات کی روح فنا ہو جائیگی۔

—— سالیونیکا کی خبر ہے کہ عدالت نے تین یونانی افسروں کو جنپر بغاوت کا جرم عائد تھا موت کی سزا دی اور باقیوں کو عمر قید کی سزا دی گئی۔

—— سرکاری اعلیٰ ملازمتوں کے شاہی کمیشن کے ہندوستانی ممبر بھی دہلی پہنچ گئے۔ ان کے نام یہ ہیں ڈاکٹر با سو صاحب۔ مسٹر سمارتھ صاحب۔ سر حبیب اللہ خان صاحب اور مسٹر ہری کشن کول صاحب۔

—— امرتسر کی گوردوارہ کمیٹی کے دفتر کی جو تر بنی گوردوارہ پر بندھک کمیٹی کے ماتحت ہے تلاشی لی گئی۔ چند کاغذات برآمد ہوئے۔ جنہیں پولیس ساتھ لے گئی ۔

—— آئرلینڈ کے سیاسی قیدیوں نے ہنگر سٹرائک شروع کر دی ہے سات سو قیدیوں نے کھانا ترک کیا ہوا ہے۔

—— حکومت جرمن نے بویریا کی خطرناک تیاریوں کو دیکھتے ہوئے حکومت کی تین رجمنٹیں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے اور انکو حکم دیا ہے کہ وہ بویریا پیش قدمی کریں۔ بویریا کی فوجی طاقت کا اندازہ پانچ اور دس ہزار کے درمیان کیا جاتا ہے۔

—— سرویا نے بلغاریہ کو جو ۴۸ گھنٹہ کا الٹی میٹم دیا تھا اسکے جواب میں بلغاریہ نے شرائط کو تسلیم کر لیا ہے اور کہا ہے کہ اسکا فرض ہے کہ وہ زبردست کے گھنڈے کے آگے جھک جائے ۔

—— ملک معظم نے خواہش ظاہر کی ہے کہ ۱۱ نومبر کو ۱۱ بجے صبح برٹش ہندوستان میں دو منٹ تک کام بند کر کے عارضی صلح کی یادگار منائی جائے۔

—— ڈاکٹر گوپی چند لاہور کی طرف سے امیدوار کونسل کھڑے ہوئے تھے ریٹرننگ افیسر نے ان کی نامزدگی کو نا منظور کر دیا ہے۔

—— احمد آباد گجرات کی خبر ہے کہ ٹریٹوریل بٹالین کی تیسری کمپنی کے کئی گورے سپاہیوں نے اس وجہ سے استعفے دیدیئے ہیں کہ وہ اپنے دیسی کپتان خان بہادر رستم جی سے ناراض ہیں۔

—— بھگوتی پرشاد نامی ایک چوبیس برس کے نوجوان پر لکھنؤ کی عدالت میں قتل کا مقدمہ چلایا گیا تھا کہ اس نے اپنے گھر کی حور تولہ کو قتل کر دیا تھا کہ الوؤں کو اس کا خون اگر پلایا جائے تو وہ اسکو لنکا کا بادشاہ بننے کا طریقہ بتائیں گے۔ عدالت نے اسے قتل کا مجرم قرار دیکر کالے پانی کی سزا تجویز کی ہے۔

—— دہلی کے اخبار تیج کے ایڈیٹر لالہ دلش بندھو گپتا کی ایک سال قید محض کی سزا کو سشن جج نے بحال رکھا۔ معلوم ہوا ہے لالہ مذکور عدالت عالیہ لاہور میں فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست کریں گے۔

—— میلبورن کی خبر ہے کہ کمشنر نے ان نگرانوں کو موقوف کر دیا جن پر جاسوسی کا الزام تھا۔ اس پر ساڑھے چھ سو سپاہیوں نے ہڑتال کر دی۔ سخت ہوا ٹریمیں الٹ دیں۔ دوکانیں لوٹ لی گئیں نقصان کا اندازہ پچاس ہزار پونڈ کیا جاتا ہے۔ دو اموات پچاس گرفتاریاں ہوئی ہیں۔

—— خبر ہے کہ حکومت یونان نے اپنی مسلمان کو مجالس انتخابی کی نمائندگی سے محروم رکھا ہے اور مسلمانوں کے منتخبہ ممبروں کو قبول کرنے سے انکار —

—— پشاور کی اطلاع ظاہر کی گئی ہے کہ ہز مجسٹی امیر کابل نے نئے دارالسلطنت کی بنیاد رکھی ہے جس کا نام دارالامان ہوگا۔

—— فیروزپور کے جن ہندو اور سکھ میونسپل کمشنروں نے استعفے داخل کئے تھے وہ منظور کر لئے گئے ہیں اور نئے انتخاب کے لئے نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں ۔

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا